Fikr-o-Nasar (Islamabad) 7:5 (1969)

عادلانہ جنگ
(۲)

اسلام میں جنگی تدابیر

محمّد شیت خطاب ☆ ترجمہ :- عبدالرحمٰن طاہر سورتی

① تقویتِ معنویات [1]

اسلام فی سبیل اللہ جنگ کرنے والوں کی تقویتِ معنویات کا پورا پورا لحاظ رکھتا ہے وہ وعدہ کرتا ہے کہ عمل کرنے والوں کو ان کا بدلہ اور مجاہدین کو ان کا ثواب کئی گنا بڑھا کر دیا جائے گا. اس لئے کہ اللہ کے یہ فوجی کمزوروں کو ظالموں کے پنجۂ استبداد سے نجات دلانے، انسانیت کو وسیع پیمانہ پر سکھ اور بھلائی پہنچانے، ظلم وجبر و اعتداء کا مقابلہ کرنے اور شر و فساد کی قوتوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے جنگ میں کود پڑتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے :-

فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون	جن لوگوں نے دنیوی زندگی کے عوض آخرت کا سودا
الحیٰوۃ الدّنیا بالآخرۃ ومن یقاتل فی سبیل	کرلیا ہے انہیں اللہ کی راہ میں جنگ کرنا چاہیئے اور
اللہ فیقتل اولیغلب فسوف نؤتیہ اجراً	جو اللہ کی راہ میں جنگ کرے اور پھر قتل ہو جائے یا فتح

---

[1] معنویات کی اصطلاح کا اطلاق ان تمام غیر مادی قوتوں پر ہوتا ہے جن کے سہارے ایک فرد یا قوم باعزت زندگی گزارنے کا تصور رکھتی ہے، ایمان، عقیدہ، دینی تعلیمات، روحانی قدریں، اخلاقی اقدار معنویات ہیں، وہ تمام جذبات جن کے تحت نیکی، ہمدردی، مظلوم کی مدد اور حق کی اشاعت کے لئے انسان قربانیاں دینے کے لئے تیار رہتا ہے، معنویات ہیں، معنویات کی بنیاد جتنی پختہ و بلند ہوتی ہے اسی لحاظ سے انسان کا حوصلہ بلند اور ناقابل تسخیر ہوتا چلا جاتا ہے۔ (مترجم)

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

عظیماہ ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرّجال والنساء والولدان الذین یقولون ربّنا اخرجنا من ھٰذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لّدنک ولیّا واجعل لنا من لدنک نصیراً ○ الذین اٰمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطٰن ان کید الشیطٰن کان ضعیفاً ○

(النساء : ۴۷-۷۶)

حاصل کرے تو ہم اسے بڑا بدلہ دیں گے اور تمہیں اللہ کی راہ میں جنگ کرنے سے اب کیا چیز روکے ہوئے ہے جبکہ کمزور مرد عورتیں اور بچے دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنے پاس کوئی سرپرست بنادے اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار بنادے۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جنہوں نے کفر کیا وہ طاغوت[۲] کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ تو تم شیطان کے حمایتیوں سے جنگ کرو اور جان لو کہ شیطان کی چال کمزور ہوتی ہے۔

اسلام نے ان تمام راہوں کو بند کر دیا جن سے بزدلی اور دوں ہمتی کے داخل ہونے کا امکان ہے اس نے مومنین کو راہِ خدا اور راہِ حق میں جہاد کی لذت سے آشنا کیا، انہیں خیر و سعادت عام کرنے کے لئے جان کی بازی لگانے پر جوش دلایا۔ ان کے دلوں میں اس درجہ اللہ و رسول کی محبت اور راہِ خدا میں جہاد و قربانی کی امنگ پیدا کر دی کہ ماں باپ، اولاد، بھائی بند، بیویاں، خاندان، مال و دولت وجائیداد، تجارت اور کام دھندے الغرض ان میں سے کوئی چیز بھی انہیں اپنی طرف اس طرح متوجہ نہ کر سکے کہ وہ اپنے بلند مقاصد سے غافل ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم و اموال ِاقترفتموھا وتجارۃٌ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احبّ

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں تمہارے آباؤ اجداد تمہارے برادران، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہاری کمائی ہوئی مال و دولت اور تجارت جس کے مندے پن کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے اور تمہاری پسندیدہ رہائش گاہیں

---

[۲] ہر وہ سرکش قوت جو اللہ کی راہ میں حائل ہو اور اللہ کی راہ سے روکنے کا سبب بنے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان بھی طاغوت کہلاتا ہے یہ قوت ظلم، ناانصافی اور فتنہ و فساد کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ (مترجم)

اليكم من الله ورسوله وجهادٍ في سبيله فتربّصوا حتّٰى ياتي الله بامره والله لا يهدي القوم الفاسقين ٥ (التوبه : ۲۴)

اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیاری ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے۔ اور اللہ فاسق قوم کو راہ پر نہیں لگاتا ہے۔

اس طرح کے محکم انداز میں اسلام نے کمزوری پیدا کرنے والے عوامل اور خوف کے جذبات کا استئصال کر کے قوم کے دلوں میں بہادری، راست بازی، قربانی، دنیا کی زیب و زینت کی بے قدری کے جذبات کو نشو و نما دی۔ اس نے کہا:

انّما المومنون الّذين اٰمنوا بالله و رسوله ثمّ لم يرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله اولئك هم الصّٰدقون (الحجرات : ۱۵)

مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انھوں نے شک نہیں کیا، اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ سچے ہیں۔[49]

اسلام نے روحِ معنویت کو تقویت بہم پہنچانے کا ہر ذریعہ اختیار کیا، اور یہ جو مجاہدین کے لئے ملائکہ کی امداد کا کہا گیا ہے تو مفسرین کے قابلِ اعتماد اور صحیح ترین اقوال کے مطابق اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس طرح مؤمنین کی معنویات کو تقویت دینے کا سامان فراہم کیا جائے۔

(۲) مادی قوت کی فراہمی

اس ضمن میں اسلام نے دو پہلوؤں پر زور دیا ہے۔ امکانی قوت اور سرحدوں کی حفاظت:

قوت میں فوج کی تعداد اور جنگ کی بھرپور تیاری و تربیت اور ضروری ساز و سامان کے ساتھ ساتھ تمام معلوم اور جانے پہچانے جنگی اسلحہ و آلاتِ حرب، جنگ کو دیر تک جاری رکھنے کے لئے ضروری مواد اور ذخائرِ غذا نیز جملہ دیگر انتظامی امور شامل ہیں۔

سرحدوں کی حفاظت کے ضمن میں وہ تمام تدابیر شامل ہیں جو سرحدوں کی حفاظت، خطرہ کے مقامات کی قلعہ بندی، دشمن (کی سرحدوں سے ملے ہوئے یا اس) کے سامنے واقع ہونے والے علاقوں کی دیکھ بھال اور نگرانی سے متعلق ہوں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے یہی وہ دو پہلو ہیں جن پر امن و سلامتی کا دار و مدار ہے۔ کیونکہ اس طرح دشمن

ہر دم خطرہ محسوس کرتا رہے گا اور اسے کسی کمزور پہلو سے ناجائز فائدہ اٹھانے یا من مانی کرنے کا موقع نہ مل سکے گا۔ ارشاد ہے:

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً۔ (النساء: ۱۰۱)	کافروں کی یہ خواہش ہے کہ تم اپنے اسلحہ اور ساز وسامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر یکبارگی بھرپور حملہ کر دیں۔

اسی طرح اسلام اسلحہ سازی اور جنگی سامان بنانے والے کارخانے قائم کرنے کے سلسلہ میں اپنے خصوصی انداز سے پوری تاکید کرتے ہوئے لوہے کا ذکر کرتا ہے تاکہ اس سے فوجی اغراض میں پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ ارشاد ہے:

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ (الحدید: ۲۵)	اور ہم نے لوہا نازل کیا ہے جس میں بڑی قوت وشدت ہے اور لوگوں کے لئے فوائد ہیں تاکہ اللہ معلوم کرے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے بیشک اللہ قوی وغالب ہے۔

(۳) جنگ کے لئے عملی تدابیر

(ا) فوجی خدمت سے معافی

اسلام میں فوجی خدمت سے معافی کا بنیادی سبب کمزوری وضعف ہے، اور ضعف مشتمل ہے بیماری، عاجزی، بڑھاپا اور اخراجات کی استطاعت نہ ہونے پر۔

اسلام نے فوجی خدمت سے معافی کے لئے نہ تو ڈگریوں کے رکھنے کو وجہ جواز قرار دیا ہے اور نہ یونیورسٹیوں سے وابستگی کو، نہ قرآن مجید حفظ کر لینے کو، نہ نقد معاوضہ ادا کر دینے کو، نہ کسی بڑے حاکم یا افسر کا بیٹا ہونے کو، جیساکہ دورِ انحطاط میں ہمارے ہاں رواج پا گیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک اور آپؐ کے بعد کے زمانوں میں صورتِ حال اس کے بالکل برعکس تھی، جمع قرآن کے سلسلہ میں جو فکر لاحق ہوئی تھی، وہ بھی صرف اس لئے کہ قرآن مجید کے حفاظ اتنی جراءت وہمت سے جنگ یمامہ میں پیش قدمی کر رہے تھے کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ کہیں ان سب کے ختم ہونے سے قرآن مجید کی تعلیم کا چرچا بند نہ ہو جائے۔ وہ مسلسل دشمنوں کی صفوں میں بے باکانہ گھس کر جامِ شہادت نوش کرتے چلے جا رہے تھے۔ جنگ میں شرکت کے بارے میں قرآن مجید کا حکم یہ ہے:-

لیس علی الضّعفاء ولا علی المرضیٰ ولا علی الّذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للّٰہ ورسولہ۔ (التوبہ: ۹۲)

نہ کمزوروں پر کوئی تنگی ہے نہ مریضوں پر اور نہ ان لوگوں پر جو اخراجات نہیں پاتے بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی ملحوظ رکھیں۔

(ب) اعلانِ جنگ

اسلام دشمن کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر دھوکے سے ان پر حملہ کرنے کو روا نہیں سمجھتا۔ اس کی ہدایت ہے:

واِمّا تخافنّ من قومٍ خیانۃ فانبذ الیھم علی سواءٍ انّ اللہ لا یحبّ الخائنین٥ (الانفال: ۵۹)

اور جب تمہیں کسی قوم سے بدعہدی کا خوف ہو تو اس کا معاہدہ برابری کی شرط پر پلٹا دو بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مسلمان نہ کسی کے ساتھ خیانت کرتے ہیں۔ نہ دغا و فریب سے کام لیتے ہیں۔ وہ کھلے الفاظ میں اپنے دشمنوں کے خلاف اعلانِ جنگ کرنے کے بعد جنگ کا آغاز کرتے ہیں۔

(ج) دعوتِ جہاد

اسلام جنگ کی آواز پر لبیک کہنے میں دیر لگانے اور کسلمندی کرنے پر سخت تنبیہ کرتا ہے۔ ارشاد ہے:

یا ایّھا الّذین اٰمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثّاقلتم الی الارض٥ ارضیتم بالحیٰوۃ الدّنیا من الاٰخرۃ٥ فما متاع الحیٰوۃ الدّنیا فی الاٰخرۃ الّا قلیل٥ الّا تنفروا یعذّبکم عذاباً الیماً وّیستبدل قوماً غیرکم ولا تضروہ شیئاً واللہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیرٌ
(التوبہ: ۳۸-۳۹)

اے ایمان والو! کیا بات ہے کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکل کھڑے ہونے کو کہا جاتا ہے تو تم گرانی محسوس کرتے ہوئے اپنی زمین پر رہ جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی پر رضامند ہو گئے ہو، حالانکہ دنیوی زندگی کا متاع آخرت کے سامنے بہت تھوڑی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر تم (اللہ کی راہ میں) نہ نکل کھڑے ہوئے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہارے عوض دوسری قوم لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑو گے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(د) معقول عذر کے بغیر جنگ سے پیچھے رہنے والوں کی سزا۔

اسلام جنگ سے پیچھے رہ جانے والوں کو نفسیاتی سزا دیتا ہے وہ انہیں گھر بار حتیٰ کہ اپنی بیوی تک

سے جدائی اختیار کر لینے اور تمام مسلمان برادری کو ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لینے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو اسلامی معاشرہ میں حقیر و بے وقعت خیال کیا جاتا ہے، ایسے تین افراد پر جو بیتی اس کی ترجمانی قرآن مجید اس طرح کرتا ہے:-

وعلی الثّلاثۃ الّذین خلفوا حتّٰی اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت و ضاقت علیھم انفسھم وظنّوا ان لّا ملجأ لھم من اللہ الّا الیہ ثم تاب علیھم لیتوبوا۔ (التوبۃ ۹: ۱۱۸)

اور ان تین افراد پر جو پیچھے رہ گئے، حتّٰی کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور خود ان کی جانیں ان پر تنگ ہو گئیں اور انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس اللہ سے بچنے کا کوئی ٹھکانا نہیں مگر صرف اس کی طرف پھر اللہ نے انہیں معاف کر دیا تاکہ وہ پلٹ آئیں۔

اتنی سزا کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ان کی توبہ اس شرط پر قبول فرماتا ہے کہ وہ آئندہ ایسی حرکت سے باز رہیں اور دوبارہ اس طرح بلا عذر پیچھے نہ رہیں۔

اسلام میں پیچھے رہنے والے کو جو سزا ملتی ہے وہ صرف اسی کی ذات تک محدود رہتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے اہل و عیال یا اس کی بستی کے دیگر افراد سے مواخذہ نہیں کیا جاتا جیسا کہ بیسویں صدی میں بعض بڑی حکومتوں نے کیا کہ جنگ میں شریک نہ ہونے والوں کے خاندان اور بعض اوقات اس کی بستی والوں تک کو سخت سزائیں دیں۔ (اس سزا کے جواز میں) دلیل یہ پیش کی کہ ان لوگوں کا فرض تھا کہ پیچھے رہ جانے والے کو حکومت کے حوالہ کر دیتے۔

(ط) فوج کی تطہیر

اسلام لشکر کو فتنہ انگیز اور وقت پر ساتھ چھوڑ دینے والے عناصر سے پاک کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ تمام لشکر ایک اصول اور ایک عقیدہ پر ایمان رکھتے ہوئے مقصد حاصل کرتے میں کوشاں رہے اور اپنی تمام کوششیں متحدہ طور پر یکسوئی سے صرف کرتا رہے کہ اسی طرح جنگ میں کامیابی ممکن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو کانوا فیکم ما قاتلوا الّا قلیلاً۔ (الاحزاب ۳۳: ۲۰)

اور اگر وہ تمہارے اندر رہتے تو وہ تھوڑی مدت ہی جنگ میں ثابت قدم رہتے۔

(ی) جنگ کے طریقے

اسلام ان خطرناک اور کھلے مقامات کی دیکھ بھال کرنے کا حکم دیتا ہے جن کا دفاع ضروری ہو، وہ

ایسے مقامات پر فوجی یونٹیں مقرر کرنے کی تاکید کرتا ہے۔

واذ غدوت من اھلك تبوّئ المؤمنین مقاعد للقتال (آل عمران: ۱۲۱) اور جبکہ صبح دم آپ اپنے گھر والوں میں سے نکل کر مومنوں کے لئے جنگی مورچے تیار کر رہے تھے۔

وہ جنگ میں صف بندی کا طریقہ[۳] ایجاد کرتا ہے جو اس زمانہ میں عربوں کے لئے غیر معروف تھا کیونکہ اس زمانہ میں عربوں کے لڑنے کا مروجہ طریقہ کرّ و فرّ کا طریقہ تھا۔ ارشاد الٰہی ہے:۔

انّ اللہ یحبّ الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مر صوص۔ (الصّف: ۴) اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں ایسی صف بن کر جنگ کرتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی بنیاد ہوں۔

صف بندی کا یہی وہ طریقہ ہے جو دَورِ حاضر کے جدید جنگی طریقوں سے موافقت رکھتا ہے، اس طریقہ میں احتیاط اور بچاؤ کی پوری ضمانت ہوتی ہے، اور غیر متوقع حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے کمانڈر کو پورے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

(ز) نظم وضبط

اسلام فوجی ہائی کمان کی اطاعت کی ہدایت اور جنگ میں ثابت قدمی کی پُر زور ترغیب دیتا ہے۔ دوں ہمتی اور حوصلہ پست کرنے والے عوامل سے بچنے کی تاکید کرتا، یقین کامل اور اعتصام باللہ کی تلقین کرتا ہے۔

یا ایھا الّذین آمنوا اذا لقیتم فئۃً فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلّکم اے ایمان والو! جب تمہارا کسی جماعت سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد رکھو تاکہ تم

---

[۳] "کرّوفر" کا پرانا جاہلی طریقۂ جنگ یہ تھا کہ ایک لشکر دوسرے لشکر میں بے ترتیبی سے گھس کر حملہ کرتا اور جب تھک جاتا یا کمزوری محسوس کرتا تو پیچھے ہٹ جاتا اور پھر تیار و تازہ دم ہو کر ایسے ہی حملے کرتا تاآنکہ جنگ کا فیصلہ ہو جاتا۔

"صف بندی" کے طریقے میں لشکر کو یکے بعد دیگرے صفوں میں کھڑا کیا جاتا، اگلی صفیں مسلح ہو کر حملہ آور کا جواب دیتیں اور پچھلی صف سے تیر اندازی کے ذریعہ دشمن کو مارا جاتا۔ یہ طریقہ منظم تھا اور اس میں کمانڈر کو اپنی ہدایات کے ذریعہ فوج کو آگے بڑھانے یا پیچھے ہٹانے کا پورا موقع ملتا تھا (مترجم)

تفلحون ○ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا انّ اللہ مع الصابرین ○ (الانفال: ۴۷)

کامیاب ہوجاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور باہم نزاع نہ کرو ورنہ جرأت و اقدام کا حوصلہ نہ رہے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسی طرح اسلام دشمن کا مقابلہ چھوڑ کر فرار اختیار کرنے اور اس کے انجامِ بد سے ڈراتا ہے۔ وہ کہتا ہے:-

یا ایھا الّذین اٰمنوا اذا لقیتم الّذین کفروا زحفًا فلا تولّوھم الادبار ○ و من یّولّھم یومئذٍ دُبرہ الّا متحرّفاً لقتالٍ او متحیّزًا الی فئۃٍ فقد باء بغضبٍ من اللہ وماْواہ جھنم و بئس المصیر ○ (الانفال: ۱۵-۱۶)

اے ایمان والو! جب کافروں کے لشکر سے جنگ میں تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دکھانا اور جس نے بھی اس روز انہیں اپنی پیٹھ دکھائی اور وہ جنگ کے لئے پینترا نہ بدل رہا ہو یا پیچھے ہٹ کر جماعت سے نہ مل رہا ہو تو وہ اللہ کے غضب کو لے کر پلٹا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ بہت برا انجام ہے۔

(ح) رازداری

اسلام فوجی رازوں کو فاش کرنے کی نہایت سختی سے ممانعت کرتا ہے اور اس قسم کے راز فاش کرنے والوں کو منافق قرار دیتا ہے۔ وہ اس قسم کے معاملات کو اعلیٰ فوجی کمان تک پہنچانے کی ہدایت کرتا ہے، اور مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ افواہوں اور سازشیوں کی باتوں پر کان نہ دھریں، نہ ان پر عمل کریں تاوقتیکہ اس کی تحقیق نہ کرلیں، وہ کہتا ہے:-

لئن لّم ینتہِ المنافقون والّذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینّک بھم ولا یجاورونک فیھا الّا قلیلاً ○ (الاحزاب ۳۳: ۶۰)

اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں افواہیں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم تجھے ان (کی سرزنش کرنے کے لئے ان) کے تعاقب میں لگا دیں گے اور اس (مدینہ) میں وہ تیرے پڑوسی بن کر تھوڑی مدت ہی اور رہیں گے۔

دوسری جگہ وہ کہتا ہے:-

واذا جاءھم امرٌ مّن الامن اوِالخوف اذاعوا بہ ولو ردّوہ الی الرّسول والی اُولی

اور جب انہیں امن یا خوف کا کوئی معاملہ درپیش ہوتا ہے تو وہ اسے (عوام میں) فاش کر دیتے ہیں لیکن اگر وہ اس

الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم ٥ (النساء ۴ : ۸۲)

معاملہ کو رسول کی طرف یا اپنے میں سے ارباب معاملہ کی طرف پلٹا دیتے تو ان میں سے وہ لوگ جو اس معاملہ کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں وہ اسے جان لیتے۔

(ط) جنگ بندی اور صلح [1]

اگر دشمن سچائی اور اخلاص سے صلح پر مائل ہو تو اسلام صلح کر لینے اور جنگ بند کرنے کی دعوت پر

---

[1] صلح، جنگ اور غیر جانبداری کے (بین الاقوامی) قوانین

جنگ بندی یا صلح :- جنگ کرنے والے فریقین کے درمیان وہ سمجھوتہ یا معاہدہ جو طرفین کی طے کردہ مدت میں جنگ بند رکھنا لازمی قرار دے۔ یہ صلح مختلف نوعیتوں پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ مکمل و ہمہ گیر یا مقامی یا جزئی۔ مکمل صلح میں فریقین کی تمام جنگی قوتیں اپنے تمام جنگی محاذوں پر پوری طرح جنگ بند رکھیں گی۔ مقامی یا جزئی صلح میں کچھ قوتیں اور کچھ محاذ جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔

عہد نامہ و شرائط صلح :- عموماً صلح کا معاہدہ تحریری ہوتا ہے لیکن قانونی طور پر اس کے زبانی منعقد ہو جانے میں بھی کوئی مانع نہیں۔ عہد نامہ میں صلح کی مدت کی ابتدا اور انتہا کا ذکر کھلے الفاظ میں ہونا چاہیئے۔ صلح کے اعلان کے ساتھ ہی جنگ بند کر [illegible] گی۔ صلح کی شرائط غیر مبہم اور واضح الفاظ پر مشتمل ہوں گی۔

معاہدہ شکنی یا معاہدہ کی مدت کا پورا ہو جانا :- شارحین قانون کا اس امر میں اختلاف ہے کہ طرفین میں سے کسی ایک کی عہد شکنی فریق ثانی کو معاہدہ باقی رکھنے یا اس بنا پر اسے توڑ دینے اور براہ راست جنگ جاری رکھنے کی اجازت دے دیتا ہے۔

شارحین میں سے ایک فریق کی رائے یہ ہے کہ طرفین میں سے کسی ایک کی معاہدہ کی خلاف ورزی دوسرے فریق کو فوری بغیر کسی سابقہ اعلان کے جنگ جاری کر دینے کی اجازت دے دیتی ہے۔ نئے شارحین کا خیال ہے کہ معاہدہ کی خلاف ورزی فریق ثانی کو یہ اجاز[illegible] ہے کہ وہ خلاف ورزی کرنے والے فریق کو اعلان کے ذریعہ یہ بتا دے کہ اب صلح کا معاہدہ ختم [illegible] لیکن فوری طور پر جنگ جاری کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

معاہدہ صلح کی مقررہ مدت ختم ہونے پر مدت صلح بھی ختم ہو جاتی ہے لیکن اگر صلح نامہ میں مدت کا تعین نہ کیا گیا ہو تو طرفین کو ایک دوسرے کے خلاف اعلانِ جنگ کر دینے کے بعد از سرِ نو معاہدہ کی مندرجہ شرائط کے مطابق جنگ جاری کر دینا روا ہو گا۔

لبیک کہنے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد ہے:۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لھا و توکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم ○ وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ ھو الذی ایدک بنصرہٖ وبالمؤمنین ○ (الانفال: ۶۲-۶۳)

اگر وہ صلح پر مائل ہوجائیں تو آپ بھی صلح پر مائل ہوجائیے اور اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے اور اگر ان کا ارادہ آپ کو دھوکہ دینے کا ہوگا تو اللہ آپ کے لئے کافی ہے۔ اسی نے اپنی مدد سے اور مومنین کے ذریعہ آپ کو قوت بہم پہنچائی۔

(ی) جنگ کے قیدی

قیدیوں کے بارے میں اسلام کمانڈر کو اختیار دیتا ہے کہ وہ چاہے تو ان پر احسان کرتے ہوئے بغیر فدیہ و معاوضہ لئے انہیں آزاد کردے یا چاہے تو اپنے قیدیوں کے عوض ان کے قیدی چھوڑ دے یا پھر ان سے مالی فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دے۔ ان متبادل صورتوں میں سے کسی ایک کا اختیار کرنا حالات و مصلحت کے مطابق اس کی صوابدید پر منحصر ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداءً۔ (محمد: ۴)

جب تمہارا کافروں سے مقابلہ ہو تو گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ جب تم انہیں خوب قتل کرلو تو انہیں کس کر باندھ (کر قیدی بنا) لو پھر یا تو احسان کرتے ہوئے یا فدیہ لے کر (انہیں چھوڑ دو)

(ع) معاہدوں کی پابندی

اسلام نہایت شدت سے خاص طور پر معاہدوں کی پابندی کی تاکید کرتا ہے اور معاہدات کو پورا کرنا فرض قرار دیتا ہے۔ معاہدوں میں کسی قسم کی خیانت یا کسی صورت سے ان کی خلاف ورزی کرنے کو وہ جرم قرار دیتا ہے وہ بتاتا ہے کہ ان معاہدات کی غرض وغایت یہ ہونا چاہیئے کہ جنگ اور تباہی، انتشار و پریشانی ختم کرکے ان کی جگہ امن و سلامتی بحال کی جائے۔ وہ ان معاہدات کو چالبازی و حیلہ سازی، سلبِ حقوق یا کمزوروں سے استحصال کا ذریعہ بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ ارشاد ہے:۔

واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد

اور جب تم باہم معاہدہ کرو تو اللہ کے عہد کو پورا کرو اور قسموں کو پختگی سے طے ہونے کے بعد توڑ نہ ڈالو اور تم نے اللہ کو

جعلتم اللّٰہ علیکم کفیلا ان اللّٰہ یعلم ما تفعلون ۝ ولا تکونوا کالّتی نقضت غزلھا من بعد قوّۃ انکاثاً تتّخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امّۃٌ ھی اربیٰ من امّۃٍ۔ (النحل[16]: ۹۲-۹۳)

اپنے اوپر نگران و گواہ بنا لیا ہے۔ یقیناً تم جو کچھ کرتے ہو، اللّٰہ اسے جانتا ہے اور اس عورت کی طرح نہ بنو جو اپنے کاتے ہوئے سوت کو پختگی کے بعد ادھیڑ ڈالتی ہے تم اپنی قسموں کو آپس میں تعلقات بگاڑنے کا ذریعہ بناتے ہو تاکہ ایک قوم دوسری قوم سے زیادہ فوقیت حاصل کرلے۔

فوج میں بھرتی کرنے کے لئے شرائط

مسلمانوں کی فوج میں بھرتی ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط پوری ہونا ضروری ہیں :۔

(۱) بلوغ

اسلام میں سولہ برس کی عمر سن بلوغ قرار پائی ہے اور یہی شرط موجودہ زمانہ میں بیشتر ممالک میں رائج ہے۔

فوجی خدمت میں صرف بالغ مرد ہی نہیں لئے جاتے بلکہ بالغ عورتیں بھی[۵] شامل ہوتی ہیں۔ یہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم اپنے غزوات میں عورتوں کو ساتھ لے جاتے تھے۔ بلکہ خود اپنی ازواج مطہرات میں سے ایک کو جس کا نام قرعہ کے ذریعہ نکلتا اپنے ساتھ جنگ میں لے جاتے تھے۔

خلفائے راشدین اور بنی امیہ کے عہد میں کسی نے بھی عورتوں کے جنگ میں شریک ہونے پر اعتراض نہیں کیا، عباسیوں کے دور میں بعض ایسے جامد فقہاء پیدا ہوگئے جنہوں نے فوجی بھرتی کے لئے پانچویں شرط "مرد ہونے" کا اضافہ کر ڈالا۔ اس طرح ان لوگوں نے لشکر کو ایک ایسے فعال عنصر سے محروم کر دیا جو اس کی تعداد اور معنوی قوت کو بڑھا رہا تھا۔

(۲) اسلام

یہ شرط اس لئے ضروری ہے کہ تمام لشکر مقصد میں متفق رہے اور سب عقیدہ کی وحدت کی بنا پر یکجان ہو

---

۵ جنگ میں عورتوں کا فریضہ فوجیوں کو رسد اور خوراک کی فراہمی، مریضوں اور زخمیوں کی دیکھ بھال اور انہیں میدانِ جنگ سے اٹھا کر محفوظ مقامات پر پہنچانا ہوگا۔ علاوہ ازیں نازک حالات میں شدید ضرورت پیش آنے پر وہ معرکہ میں بھی شریک ہوسکیں گی۔

کر اخلاص سے بلادِ اسلامیہ کی مدافعت کریں۔[۶]

۳ تندرستی

فوج میں بھرتی کے لئے کامل صحت اور سلامتی عقل ضروری ہے۔ مزمن مرض اور اندھاپن ایسے اسباب ہیں جن کی بنا پر کوئی شخص فوجی بھرتی کا اہل نہیں رہتا۔[۷]

۴ جرأت مندی اور دلیری

اس ضمن میں جسمانی قوت وصلاحیت اور فنی قابلیت ضروری ہے، یعنی فوج میں بھرتی چاہنے والا امیدوار جسمانی ساخت کے لحاظ سے مضبوط ہو، جنگ کے طریقوں سے واقف ہو۔ ہتھیاروں سے کام لینے کی قدرت رکھتا ہو، صعوباتِ سفر کو برداشت کرسکتا ہو، کم ہمت و بزدل نہ ہو۔

فوجی بھرتی اور جنگ کے لئے بلاوا

فوج میں شرکت کی دعوت کی حسب حالات دو صورتیں ہیں:

۱ دفاعی حالت میں

یہ ایسی حالت ہوگی جبکہ دشمن اسلامی علاقہ میں پیش قدمی کر رہا ہو۔ ایسی صورت میں عام فوجی بھرتی ہوگی۔ اور کوئی مسلمان بھی جنگ سے پیچھے رہنے کا مجاز نہ ہوگا۔ جو بلا عذر شرعی جنگ میں شرکت نہ کرے گا، وہ منافق قرار پائے گا اور سخت ترین سزا کا مستحق ہوگا۔

ایسی صورت میں جہاد فقہاء کی اصطلاح کے مطابق "فرض عین" قرار پائے گا۔ عام فوجی بھرتی کے معنی یہ ہوں گے کہ تمام جنگ میں حصہ لے سکنے اور ہتھیار استعمال کرنے والوں کو عمومی دعوت ہوگی۔

۲ حملہ کے لئے پیش قدمی کی حالت میں

یہ ایسی حالت ہوگی جبکہ کسی علاقہ کو فتح کرنے کے لئے جزئی طور پر امت کو جہاد کی دعوت دی جائے۔

---

[۶] اگر غیر مسلموں کی وفاداری میں شک وشبہ نہ ہو تو ان سے بھی حسب ضرورت فوجی خدمت لی جاسکتی ہے (مترجم)

[۷] بعض معذور جو فوج میں اسلحہ سے نہیں لڑ سکتے لیکن کسی اور طریقہ سے فوجی خدمات انجام دینے میں مددگار ہوسکتے ہوں ان سے مناسب خدمت لینے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ (مترجم)

اس قسم کی دعوت کو خصوصی فوجی بھرتی کہا جائے گا اور اس صورت میں جہاد فقہاء کی اصطلاح کے مطابق "فرض کفایہ" کہلائے گا۔ اور خصوصی فوجی بھرتی کے معنی یہ ہوں گے کہ جنگ میں شرکت کی استعداد رکھنے والے مجموعہ میں سے بعض کو دعوت دی گئی ہے۔

خلاصۂ بحث

اوپر ہم نے اسلام میں جنگ کے موضوع پر نظری حیثیت سے روشنی ڈالی ہے آئندہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی روشنی میں اس کی عملی تطبیق کی وضاحت کریں گے جس سے کھل کر سامنے آجائے گا کہ اسلام جس جنگ کی طرف بلاتا ہے وہ آزادئ توحید۔ اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور بنی نوع انسان کو ایک کلمہ پر متحد کرنے کی حمایت کے لئے ناگزیر ہے۔

اسلام ان جنگوں کا قائل نہیں جو نسل و قوم یا رنگ و وطن کے تعصب کی بنا پر لڑی جاتی ہیں۔ اسی طرح وہ ان لڑائیوں کا بھی مخالف ہے جس کی تہ میں مختلف اغراض اور مصلحتیں کارفرما ہوں مثلاً استعمار و استحصال کی خاطر جنگ لڑنا، منڈیوں اور خام مواد کی تلاش میں جنگ کرنا۔ مختلف ذرائع پیداوار پر قابض ہونے یا لوگوں کو غلام بنانے اور ان کی آزادی سلب کرنے کے لئے لڑنا۔ اسی طرح اسلام ان جنگوں کو بھی ناجائز قرار دیتا ہے جو بے معنی عزت، جھوٹے بھرم یا شخصی مفاد کو قائم رکھنے کے لئے لڑی جائیں۔

الغرض اسلام کی نظر میں دائمی اور غیر متبدل اصول اور امن و سلامتی کا قیام ہے اور جنگ کو وہ ایک استثنا سے تعبیر کرتا ہے۔